

بادریوں نے ہی اپنے مقدس عصائے پطرس کی ضربوں سے اس کے سر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اور اس کے نازک جسم کا بُری طرح مشلہ کر کے نذر آتش کر دیا گیا۔

سکندر مقدونی کی سلطنت اس کے تین سپہ سالاروں میں تقسیم ہوئی تو مصر بطلمیوس کے حصہ میں آیا۔ اس کی علم دوست اولاد نے مصر کو علوم و فنون کا مرکز بنانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ مصر کے پایہ تخت اسکندریہ میں ایک بے مثال کتب خانہ کی بنیاد رکھی گئی جس میں رفتہ رفتہ سات لاکھ کتابیں جمع ہو گئیں۔ جن میں سے آدھی تو جو لیس سیرز نے جلادیں اور باقی جو کتابیں بچیں وہ عیسائیوں کے دورِ اقتدار میں تلف کر دی گئی۔ اس کتب خانہ کی تباہی کو مسلمانوں کا عمل قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس الزام کو بہت زور شور کے ساتھ اچھالا بھی جاتا ہے لیکن اسپین کے ایک مؤرخ اودریس کے سفرنامہ سے اس کی تردید ہوئی ہے۔ اس نے ۱۲۴۳ء یعنی قبل از بعثت نبوی اسکندریہ کا دورہ کیا۔ اور انتہائی صفائی کے ساتھ اپنے سفرنامہ میں یہ لکھا کہ میں نے کتب خانہ دیکھا الماریاں تو موجود تھیں مگر کتابیں نادر تھیں۔ ان کتابوں کو اسکندریہ کے عیسائی پہلے ہی آگ دکھا چکے تھے۔

ہندوستان میں برہمنوں نے تعلیم و تعلیم پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی تھی۔ دوسرے طبقات کے لئے علم کی خوشہ چینی ممنوع بلکہ سزا کی بھی موجب بن جاتی تھی۔

یہودیوں میں رہبانوں نے علم کو اپنی جاگیر بنا رکھی تھی۔ اور اس جاگیر کے بل پر وہ لوگوں پر حکمرانی بھی کرتے تھے غرضیکہ علم اور تعلیم و تعلیم کو عوام کے لئے شجر ممنوع بنا دیا گیا تھا۔

ان واقعات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ علم کو ہر حال ہر دور کے اعلیٰ طبقہ میں عوامی استحصال کا ذریعہ بنایا گیا۔ اور اسی کے نام پر اپنی خدائی کو قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اسی طرح سے علم کو ہمیشہ کھلواڑ بنائے رکھا گیا۔

بلاشبہ یہ اسلام کا کارنامہ ہے کہ اس نے طلب علم کو ایک فریضہ قرار دیا طلب علم فریضہ علی کل مسلم طلب علم کو فرض بھی قرار دے دیا جاتا تو بہت اہم بات ہوتی لیکن فرض نہ ہر

فریضہ کی قید لگانے سے مفہوم میں جو وسعت اور معنویت پیدا کی گئی ہے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اسلام میں فریضہ کا تصور کچھ اس طرح ہے:-

ایک ایسی ذمہ داری ہے جس سے انسان کسی صورت میں بھی مستثنیٰ نہیں ہو سکتا تمام مشغولیتیں اور صعوبتیں بھی ادائیگی فریضہ میں مانع نہیں بن سکتیں۔

ایسی ذمہ داری جس کی ادائیگی عبادت میں شمار ہوتی ہے اور چونکہ عبادت کے مقتضیات میں امانت و دیانت طہارت و نفاقت اور اخلاص نیت و صفائی قلب بھی شامل ہے۔ ایسے ہی تحصیل علم کے فریضہ کی ادائیگی میں بھی امور ضروری متصور ہوں گے۔

فریضہ کی ادائیگی انسان کو اس کے خالق سے قریب تر کرنے کا سبب بنتی ہے طلب علم بھی ایک فریضہ ہے لہذا اس کی انجام دہی سے خدا کی قربت کا احساس جاں گزیر ہونا ناگزیر ہے۔

اسلام میں تعلیم و تعلم دونوں کی کس قدر اہمیت ہے۔ حدیث ذیل سے اس کی بخوبی وضاحت ہوتی ہے۔

”جاہل کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنی جہالت پر تکیہ کرے اور نہ عالم کو سزاوار ہے کہ وہ اپنے علم کو پوشیدہ کرے“ ایک اور مختصر سی حدیث میں فرمایا گیا ہے ”علم خزانہ میں اور سوال ان کی کنجیاں ہیں“ اس موقع پر حضرت مہاد بن جہل رضی اللہ عنہ کا قول نقل کر دینا مناسب ہو گا فرماتے ہیں:-

تعلوا العلم فان تعلمہ لله نختیة و طلبہ عبادۃ۔ مذاکرۃ تبیع والبعث
عنه جهاد و تعلیمہ لمن لا یعلمہ صدقہ (التزغیب والترہیب)

علم سیکھو کہ اس کا سیکھنا خوفِ خدا کا موجب ہے، اس کی جستجو کرنا عبادت ہے اس کی ممارست و مشغولیت تسبیح میں شمار ہوتی ہے اور اس کی تلاش و تحقیق (میں مشقت اٹھانا بھی) جہاد ہے۔ اس کا استعمال یعنی اس سے استفادہ تقرب الہی کا ذریعہ بنتا ہے اور ماوا قفول کو علم سے

بہرہ مند بنانا کا رخیر ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات سے علم و اہل علم کے مرتبے پر روشنی پڑتی ہے۔ سورہ زمر میں فرمایا گیا ہے:-

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
(اے محمد) آپ کہہ دیجئے کہ اہل علم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے
سورہ مجادلہ میں فرمایا گیا ہے:-

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ -

تم میں سے اللہ انہیں کے درجات بلند کرتا ہے جو اہل ایمان و اصحاب علم ہیں۔
اسلام کی انہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ جہاں کہیں اس کے پیروں کی حکومتیں قائم ہوئیں
علم کے چرچے بھی عام ہوئے۔ مکاتب مدارس کا جال پھیلا۔ اور وہ علاقے جو کبھی غیر متہمد تھے نہایت
وضاحت کا مرکز بن گئے۔ ہر قوم اندلس، ہندو، بصرہ، بوسل و کوفہ اور قاہرہ جیسے مختلف شہروں کی علمی و
تمدنی تاریخ پر ہم بجا طور پر ناز کر سکتے ہیں۔

اسلام سے پہلے زیادہ تر انحصار عقلی و نظری علوم پر کیا جاتا تھا لیکن اس کی آمد کے بعد سے
جہاں بہت سی تبدیلیوں نے جنم لیا وہاں ایک سب سے بڑی تبدیلی یہ تھی کہ اسلامی تعلیمات کے طفیل علوم
کی دوسری اقسام کی باضابطہ بنیاد پڑی یعنی عمرانی و صنعتی سماجی و معاشرتی علوم کی تدوین ہوئی اور
فنی تعلیم کو بھی سنجیدگی کے ساتھ فکر و عمل کا موضوع بنایا گیا۔

قرآن کریم کی ابتدائی سورت ”اقراء“ میں تعلیم و علم کے دو بنیادی ذریعے قرأت اور
قلم کے ذکر سے بھی اسلام کے اس بنیادی پہلو کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انسان کے لئے
علم کے نام سے تاریخ نے جو ورثہ چھوڑا ہے وہ ان ہی دونوں ذرائع کا مرہونِ منت ہے اگر
ہم قرأت اور قلم کا سہارا نہ لیں تو ہماری کوئی حیثیت نہ رہے گی۔ سورہ راج (دع) میں دوسری
چیزوں کے ساتھ ساتھ قلم کی قسم کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مرتبت اور آپ